QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678

Volume No: 03 Issue No: 01 (2026)

A SPECIALIZED STUDY OF AL-BALADHURI'S APPROACH TO BIOGRAPHY IN ANSAB AL-ASHRAF AND FUTUH AL-BULDAN

انساب الاشراف اور فتوح البلدان میں علامہ بلاذری منہج سیرت نگاری ایک اختصاصی مطالعہ

Muhammed Fiaz Ahmed
Faculty of Islamic Studies, Superior University, Lahore, (Faisalabad Campus)
Email: fiazahmadb4@gmail.com

M. Awais
Faculty of Islamic Studies, Superior University, Lahore, (Faisalabad Campus)
Email: ibneadm40@gmail.com

Dr Hafiz Muhammad Ahsan Raza
Assistant Professor Department of Islamic Studies
The Superior University Lahore
Email: ahsanraza6281@gmail.com

ABSTRACT:
The pages of Islamic history and civilization are illuminated by the light of knowledge and research. In every era, such eminent scholars and historians have emerged who have left a valuable legacy for the Muslim Ummah with their scientific insight. One of these distinguished scholars is the name of Allama Ahmad bin Yahya bin Jabir al-Baladhuri, whose scientific and historical services are a bright chapter in Islamic history. His works have had a profound impact not only on his time but also on all subsequent historians.
Allama al-Baladhuri's personality holds an exceptional position in Islamic historiography. He is one of the eminent historians of the Abbasid era who documented the Islamic conquests, the Rightly Guided Caliphate, the political and cultural conditions of the Banu Umayyads and the Banu Abbas with great research and honesty. His works, especially Futuh al-Buldan and Ansab al-Ashraf, are considered the basic sources of Islamic history.
Truth, balance, and impartiality are prominent in Baladuri's writings. He was not just a narrator but also a researcher and critical historian. His style is clear, researched, and based on historical facts. This is why later great historians such as Ibn Khaldun, al-Tabari, al-Mas'udi, al-Ya'qubi, and other scholars directly benefited from his work.
Keywords: *Imam al-Baladhuri, Ansab al-Ashraf, Seerah, Seerah Writing Methodology, Islamic Historiography, Prophet Muhammad (peace be upon him), Isnad, Riwayat.*

علامہ بلاذری کا تعارف

نام ونسب:

ان کا پورا نام ابو جعفر احمد بن یحییٰ بن جابر البلاذري ہے۔ البلاذری نسبت اور کنیت ابو الحسن ہے۔[1]

تاہم مآخذ میں نام کے حوالے سے کچھ اختلاف پایا جاتا ہے بعض نے ''احمد بن یحییٰ بن جابر'' درج کیا ہے۔ ان کی کنیت کے بارے میں بھی دو روایات ملتی ہیں: ''ابو جعفر'' اور ''ابو الحسن''، ''البلاذری'' ان کی نسبت ہے جس سے وہ مشہور ہوئے۔

صاحبِ معجم الادباء نے انہیں عالم، فاضل، شاعر اور محتاط ماہر انساب قرار دیا ہے[2]۔ خیر الدین زرکلی نے اپنی تحقیق میں انہیں مؤرخ اور جغرافیہ داں کی حیثیت سے متعارف کرایا ہے[3]۔ ان دونوں آراء سے یہ واضح ہوتا ہے کہ بلاذری کی شخصیت کثیر الجہات تھی۔

---

[1] ابن الندیم، کتاب الفہرست، طبعہ رحمانیہ، مصر، ۱۹۰۷ء ص ۱۶۴

[2] یاقوت الحموی، معجم الأدباء، مطبعہ ہندیہ بالموسکی، قاہرہ، مصر، ۱۸۸۳ء ج ۲ ص ۱۲۸

[3] خیر الدین الزرکلی، الأعلام، المطبعہ العربیہ، مصر، ۱۹۲۷ء ج ۱ ص ۸۵-۸۶

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678

Volume No: 03 Issue No: 01 (2026)

سنِ ولادت اور جائے پیدائش کے بارے میں معتبر مآخذ خاموش ہیں۔ تاہم ایم جے ڈی خویہ نے اپنی تحقیق میں یہ واضح کیا ہے کہ بلاذری کی نشوونما بغداد میں ہوئی۔ وہ لکھتے ہیں کہ تراجم کی کتابوں میں مؤلف کے حالاتِ زندگی کئی مقامات پر درج ہیں، تاہم اکثر کتابیں ناپید ہو چکی ہیں جس کے باعث مستند معلومات محدود ہیں۔ اس کے باوجود تمام مآخذ اس بات پر متفق ہیں کہ بلاذری دوسری صدی ہجری کے اواخر میں پیدا ہوئے، بغداد میں پروان چڑھے اور وہیں کے اکابرِ علم سے فیضِ علم حاصل کیا[4]۔

اردو دائرہ معارف اسلامیہ کے مضمون نگار نے جہشیاری کی کتاب الوزراء کے حوالے سے لکھا ہے کہ بلاذری غالباً نویں صدی عیسوی کے دوسرے عشرے کے آغاز میں پیدا ہوئے۔ چونکہ انہوں نے فارسی کتاب عہدِ اردشیر کا عربی میں ترجمہ کیا تھا، اس بنیاد پر بعض محققین نے یہ قیاس کیا کہ وہ نسلاً ایرانی تھے۔[5] تاہم یہ محض ایک بے دلیل قیاس ہے اور اسے حتمی نہیں مانا جا سکتا۔

ڈاکٹر شیخ عنایت اللہ نے اس ضمن میں لکھا ہے کہ احمد بن یحییٰ البلاذری (متوفی ۲۷۹ھ) تیسری صدی ہجری کے نامور مؤرخوں میں شمار ہوتے ہیں۔ انہوں نے بغداد میں نشوونما پائی اور وہاں کے جلیل القدر علماء ابنِ سعد اور المدائنی وغیرہ سے کسبِ علم کیا۔[6]

ولادت و وفات:

بلاذری کی تاریخِ ولادت یقینی طور پر معلوم نہیں، تاہم اکثر محققین کے نزدیک وہ دوسری صدی ہجری کے اواخر یا تیسری صدی کے اوائل میں پیدا ہوئے۔ ان کا زمانہ عباسی خلافت کے علمی عروج کا دور تھا۔ وفات ۲۷۹ ہجری یا ۸۹۲ عیسوی کے قریب بغداد میں ہوئی۔

بلاذری کی تعلیم و تربیت:

ابتدائی تعلیم اپنے والد یحییٰ بن جابر سے حاصل کی۔ اس کے بعد انہوں نے بغداد، کوفہ اور بصرہ جیسے علمی مراکز سے علمِ حدیث، نسب، ادب اور تاریخ میں مہارت حاصل کی۔ ان کے اساتذہ میں ابن سعد، المدائنی، ابو عبیدہ، ہشام الکلبی، الواقدی جیسے معروف نام شامل ہیں۔ بلاذری نے اپنے زمانے کے علمی ماحول سے بھرپور استفادہ کیا۔ وہ صرف ایک مؤرخ نہیں بلکہ ایک ماہرِ انساب، محدث اور ادیب بھی تھے۔ ان کی تحریروں میں تاریخی واقعات کے ساتھ ادبی رنگ بھی جھلکتا ہے۔

تلامذہ:

بلاذری نے اپنے زمانے کے جلیل القدر علماء سے استفادہ کیا اور اہلِ علم کی امانت کو اپنے تک محدود نہیں رکھا، بلکہ اسے آگے منتقل کرنے اور تصنیف و تالیف کے ذریعے دوسروں تک پہنچانے کا حق بھی ادا کیا۔ ان کے متعدد تلامذہ اور شاگردوں کا ذکر ملتا ہے۔ فتوح البلدان کے محقق ڈی جے خویا نے ابن عساکر کی تاریخ دمشق اور ذہبی کی کتاب المیدان اور یاقوت کی معجم الادباء کے حوالے سے لکھا ہے کہ بلاذری سے ابنِ ندیم، یعقوب بن نعیم، جعفر بن قدامہ، احمد بن عمار، عبداللہ بن ابی سعد الوراق، محمد بن خلف، وکیع القاضی جیسے اکابر اہلِ علم سے فیض حاصل کیا تھا۔[7]

بلاذری کی وجہ تسمیہ:

بلاذری کی وجہِ تسمیہ کے بارے میں تذکرہ نگاروں کے اقوال تقریباً یکساں ملتے ہیں۔ ابنِ ندیم، مرزبانی اور دیگر محققین نے بیان کیا ہے کہ اس شخص نے بلاذری یا بھلانوے (بلاذر) کہلانے والے پھل کے بیج کھائے تھے، جن کے نتیجے میں وہ دماغی اختلال اور دیوانگی میں مبتلا ہو گیا۔ یہاں ڈی خویہ کی تحقیق بھی منقول ہے، جس کے مطابق اس نے بلاذری (بھلانوے) کے چند دانے کھا لیے تھے، جن کے اثر سے اس پر جنون کے دورے پڑنے شروع ہو گئے اور اسی حالت میں اس کی وفات ہو گئی۔ اسی نسبت کی وجہ سے اس کا نام ''بلاذری'' پڑ گیا، یعنی گویا وہ بلاذری کے پھل کی نذر ہو گیا[8]۔

---

[4] احمد بن یحییٰ البلاذری، فتوح البلدان (اردو ترجمہ، مترجم سید ابوالخیر مودودی)، دار الطبع جامعہ عثمانیہ۔ حیدر آباد دکن ۱۹۳۲ء ج ا ص ۲۔

[5] اردو دائرہ معارف اسلامیہ، طبع اول دانش گاہ پنجاب، لاہور ج ۴ ص ۲۳۷

[6] محمد طفیل، نقوش، رسول نمبر، دسمبر ۱۹۸۲ء، ادارہ فروغ اردو، لاہور ج ا ص ۱۳۰۔

[7] فتوح البلدان، اردو ترجمہ ص ۷

[8] صدیقی، یاسین مظہر، مصادر سیرت نبوی، لاہور، الفیصل پبلیکیشنز، ۲۰۱۴، ج، ص

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678

Volume No: 03 Issue No: 01 (2026)

بلاذری کی علمی وادبی حیثیت:

عباسی دور میں علم وادب اپنے عروج پر تھا۔ بلاذری کو دربارِ خلافت تک رسائی حاصل تھی اور وہ خلفائے عباسیہ کے قریب سمجھے جاتے تھے۔ بعض روایات کے مطابق وہ خلیفہ المتوکل علی اللہ کے مصاحبین میں شمار ہوتے تھے۔ دربار میں ان کی علمی گفتگو کو قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔

بلاذری کی عربی زبان پر کامل دسترس تھی۔ وہ شعر وادب میں بھی مہارت رکھتے تھے۔ بعض مؤرخین کے مطابق انہوں نے عربی شاعری میں بھی طبع آزمائی کی اور ان کی چند نظمیں محفوظ ہیں۔ ان کے علمی مقام کے بارے میں مؤرخ یاقوت حموی لکھتے ہیں۔

کان من اعلم الناس باخبار العرب وانسابهم و ایامهم[9]

یعنی وہ عربوں کی تاریخ، ان کے انساب اور ایام کے سب سے بڑے عالموں میں سے تھے۔

بلاذری کی تصانیف:

بعض مؤرخین کا کہنا ہے کہ بلاذری اسلامی تاریخ کے قدیم محققین میں سے تھے۔ وہ اپنے زمانے میں علمی و تحقیقی مصروفیات میں منہمک رہے۔ جب انہوں نے انسان کے شایانِ شان علمی ذخیرہ چھوڑا تو ان کی معروف تصانیف میں فتوح البلدان الصغیر اور کتاب البلدان الکبیر شامل ہیں، تاہم یہ کتابیں مکمل نہ ہو سکیں۔ اسی طرح کتاب الاخبار والانساب، کتاب عہد اردشیر جس کا فارسی سے عربی میں ترجمہ کیا تھا بھی یادگار تصنیف ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بلاذری فارسی زبان سے بھی واقف تھے۔ کتاب البلدان الکبیر سے متعلق ہی خویہ نے حاجی خلیفہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ بلاذری نے وفات سے پہلے یہی کتاب (البلدان الکبیر) کے لیے بہت سا مواد جمع کر رکھا تھا، جسے چالیس جلدوں پر مشتمل ایک عظیم المرتبت کتاب مرتب ہو جاتی۔

غالباً فتوح البلدان اسی کا اختصار ہے جو اپنے موضوع پر نہایت معتبر کتاب مانی جاتی ہے۔ فتوح البلدان اور انساب الاشراف (تیرہ جلدیں) دونوں کتابوں میں تاریخی روایات نہایت ترتیب اور تسلسل کے ساتھ پیش کی گئی ہیں، جو آج بھی محققین کے لیے بنیادی ماخذ کی حیثیت رکھتی ہیں۔ اور انہی دونوں کتابوں میں روایت ہے سیرت نبوی کا تنقیدی مطالعہ ہمارے پیش نظر ہے۔

علامہ احمد بن یحییٰ البلاذری کی علمی و تحقیقی خدمات کا سب سے بڑا سرمایہ ان کی تصانیف ہیں جنہوں نے اسلامی تاریخ کے مطالعے میں بنیادی ماخذ کی حیثیت حاصل کی۔ ان کی مشہور کتابیں دو ہیں: ''فتوح البلدان'' اور ''انساب الاشراف''۔

۱۔ فتوح البلدان:

یہ کتاب اسلامی فتوحات پر ایک جامع تاریخی تصنیف ہے۔ اس میں رسول اللہ ﷺ کے عہدِ مبارک سے لے کر عباسی خلافت کے ابتدائی زمانے تک تمام ممالک کی فتوحات، ان کے اسباب، نتائج، اور انتظامی امور کا تفصیلی ذکر ملتا ہے۔ کتاب کا اصل مقصد اسلامی فتوحات کے تاریخی تسلسل کو محفوظ کرنا تھا تاکہ بعد کی نسلیں اسلامی تاریخ کے حقائق سے باخبر رہ سکیں۔ بلاذری نے اپنی یہ تصنیف معتبر روایات، چشم دید گواہوں، اور قدیم ماخذ سے حاصل کردہ معلومات کی بنیاد پر مرتب کی۔ وہ خود لکھتے ہیں:

لم اكتب شيئاً الا بعد التحقق من صحته و مراجعة من شهده[10]

میں نے کوئی بات اس وقت تک نہیں لکھی جب تک اس کی صحت کی تصدیق اور واقعات کے گواہوں سے مراجعت نہ کر لی۔

اسی کتاب میں انہوں نے مختلف ممالک جیسے شام، عراق، ایران، مصر، افریقہ، اندلس، خراسان اور دیگر علاقوں کی فتوحات کا نہایت تحقیق کے ساتھ تذکرہ کیا ہے۔

''فتوح البلدان'' میں بلاذری کا اسلوب نہایت جامع اور اختصار و وضاحت پر مبنی ہے۔ انہوں نے غیر ضروری تفصیلات سے گریز کرتے ہوئے اصل تاریخی مواد کو منظم انداز میں پیش کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بعد کے تمام مؤرخین نے اس کتاب کو بنیاد بنایا۔

۲. انساب الاشراف

بلاذری کی دوسری مشہور کتاب ''انساب الاشراف'' ہے جو ان کی زندگی کی علمی معراج ہے۔ اس کتاب میں انہوں نے عرب قبائل کے انساب، سیرتِ نبوی ﷺ، خلافتِ

---

[9] یاقوت الحموی، معجم الادباء، مطبعہ ہندیہ بالموسکی، قاہرہ، مصر، ۱۸۸۳ء ج ۲ ص ۱۲۸

[10] فتوح البلدان ص ۸

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678

Volume No: 03 Issue No: 01 (2026)

راشدہ، بنو امیہ اور بنو عباس کے حالات کو تحقیقی و تاریخی ترتیب سے بیان کیا ہے۔ کتاب کے آغاز میں انہوں نے رسول اللہ ﷺ کا نسبِ شریف، اہلِ بیتِ اطہار کے فضائل اور قریش کے مختلف خاندانوں کی تفصیل بیان کی۔

کتاب کے ایک مقام پر وہ لکھتے ہیں:

بدأت بنسب النبی ﷺ و ذکر اہل بیتہ الطاہرین، ثم من کان لہم من الصحبۃ والقرابۃ والمناقب[11]

آپ نے نبی کریم ﷺ کے نسب اور آپ کے اہلِ بیتِ طاہرین کے ذکر سے آغاز کیا، پھر ان لوگوں کا بیان کیا جن کو آپ ﷺ کی صحبت، قرابت اور مناقب کا شرف حاصل تھا۔

بلاذری کی اس تصنیف کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ محض تاریخی بیان نہیں بلکہ تحقیقی و نسبی ربط کے ساتھ مرتب ہے۔ انہوں نے مختلف قبائل کے تعلقات، فتوحات میں ان کے کردار، اور سیاسی اثرات کو نہایت باریک بینی سے بیان کیا۔ یہی وہ کتاب ہے جسے بعد کے محققین نے "تاریخ العرب" کے لیے ایک معیار قرار دیا۔

بلاذری کا تحقیقی اسلوب:

بلاذری کی تحریروں میں تاریخی واقعہ نگاری کے ساتھ ساتھ علمی تنقید کا عنصر نمایاں ہے۔ وہ ہر روایت کی سند بیان کرنے سے پہلے اس کے راوی کی تحقیق کرتے۔ ان کی یہ عادت انہیں محقق مؤرخین کی صفِ اول میں شامل کرتی ہے۔ ان کا ایک جملہ ان کے طرزِ تحقیق کی وضاحت کرتا ہے

لم أکتب شیئاً إلا بعد التحقیق من مصدرہ و مقابلۃ الاخبار بعضہا[12]

بلاذری غیر جانبدار مؤرخ تھے۔ ان کے نزدیک تاریخ کا مقصد کسی گروہ یا شخصیت کی مدح یا مذمت نہیں بلکہ حقیقت کا بیان تھا۔

ان کی نثر میں فصاحت و بلاغت کے ساتھ سادگی بھی پائی جاتی ہے۔ وہ غیر ضروری الفاظ سے اجتناب کرتے اور واقعات کو اس طرح پیش کرتے کہ قاری کو حقیقت سے براہِ راست روشناس کراتے ہیں۔

بلاذری کے علمی اثرات و خدمات:

بلاذری کی تحریروں نے اسلامی دنیا کے متعدد مؤرخین کو متاثر کیا۔ طبری، ابن الاثیر، المسعودی، ابن خلدون جیسے بڑے نام ان کے علمی اثرات کے حامل نظر آتے ہیں۔ ابن خلدون نے اپنی "مقدمہ" میں لکھا:

وکان البلاذری ممن حفظ اخبار العرب و ضبط انسابہم و کان فی تحقیقہ اماماً و فی کتابتہ مثلاً یحتذی بہ[13]

بلاذری نے صرف تاریخ ہی نہیں بلکہ ادب، انساب، سیرت اور جغرافیہ کے میدان میں بھی گراں قدر کام کیا۔ ان کی کتب میں جغرافیائی معلومات کا ذخیرہ موجود ہے جس سے بعد کے محققین نے خوب استفادہ کیا۔

بلاذری کے دور کا سیاسی و علمی پس منظر:

بلاذری کا زمانہ عباسی دورِ وسطیٰ سے تعلق رکھتا ہے، جو علمی و فکری اعتبار سے نہایت زرخیز تھا۔ بغداد علم و دانش کا مرکز بن چکا تھا۔ اسی دور میں حدیث، فقہ، لغت، فلسفہ، اور تاریخ جیسے علوم میں بے شمار کتب تصنیف ہوئیں۔

عباسی خلفا علمی شخصیات کی سرپرستی کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ بلاذری جیسے محققین کو تحقیق و تصنیف کے بہترین مواقع میسر آئے۔ خلیفہ المتوکل علی اللہ کے عہد میں بلاذری کو خصوصی مقام حاصل تھا۔ بعض روایات میں ذکر ہے کہ وہ علمی مناظروں میں شریک ہوتے اور درباری علماء ان کی رائے کو بڑی اہمیت دیتے۔

انساب الاشراف کی ترتیب:

بنیادی طور پر انساب الاشراف علم الانساب پر مشتمل کتاب ہے۔ انساب کے متعلق عربوں کی اس جامع تاریخ کی ترتیب ان کے نام ور خاندانوں پر رکھی گئی ہے۔ بنو ہاشم کے ذکر میں

---

[11] ایضاً ص۹

[12] فتوح البلدان ص۱۰

[13] ایضاً ص۱۱

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678

Volume No: 03 Issue No: 01 (2026)

سیرت نبوی کے بیشتر گوشوں پر مبنی روایتیں موجود ہیں۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ کے مضمون نگار نے لکھا ہے کہ اس کی ترتیب انساب وار کی گئی ہے اور اس کا آغاز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات زندگی سے نہیں ہوتا ہے جو صحیح نہیں۔[14]

بلاذری نے کتاب کا آغاز آنحضور ﷺ کے حالات کے بجائے حضرت نوح کے نسب سے اس طرح کیا ہے کہ ان کا سلسلۂ نسب حضرت آدم علیہ السلام سے ملا دیا ہے۔ استاذ عبدالستار فرّاج اپنے دیباچہ میں کتاب کے موضوع اور اس کے اسلوب پر گفتگو کرتے ہوئے لکھتے ہیں "کتاب کا آغاز حضرت نوح کے نسب سے کیا ہے۔ پھر عربوں کے متعلق گفتگو ہے۔ پھر آنحضور کے سلسلۂ نسب میں اصل جد عدنان کا ذکر کرتے کرتے نیچے آپ کے الگ الگ داداؤں تک پہنچ گئے ہیں اور پھر ان کے آل و اولاد کا مختصراً ذکر کیا۔[15]

انسابُ الأشراف للبلاذری کے مآخذات:

''انساب الاشراف'' احمد بن یحیی بن جابر بلاذری رحمہ اللہ کی اہم ترین تالیف ہے۔ جس میں عرب اور دوسری اور تیسری صدی ہجری تک کی نام اسلامی کی عسکری، سیاسی، اقتصادی اور معاشرتی حالات کی تاریخ بیان کی گئی ہے۔ احمد بن یحیی بلاذری رحمۃ اللہ نے اپنی کتاب انساب الاشراف کا آغاز دو جگہ تخت پر بیٹھنے کی طرح ابتداء سے کرنے کی بجائے حضرت آدم، حواء، اور ان کی اولاد کے نسب سے کیا اور اس سلسلہ نسب کو عدنان تک بیان کیا۔ عدنانی قبائل کا ذکر کرتے ہوئے قریش کا تفصیلی ذکر کیا۔ پہلی جلد کو مؤلف نے سیرت نبوی ﷺ کے لیے خاص کیا ہے۔ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعض جزئی واقعات کا نام بلاذری رحمہ اللہ نے دیگر جلدوں میں بیان کیا ہے۔ قریشی قبائل کو ذکر کرنے کے بعد مؤلف نے دادا اور ان کی اولاد کا ذکر کیا۔ ابو بکرؓ اور ان کی نسب بیان کرتے ہوئے حضرت علی المرتضیٰ کی سیرت و کردار کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔ حضرت علیؓ اور ان کی اولاد کا ذکر ۳۰۰ صفحات پر پھیلا ہوا ہے۔ پھر عباس بن عبد المطلبؓ اور ان کی اولاد کا نسب وذکر کیا۔ بنی عباس کے نسب و شجرہ میں مؤلف نے خلافت عباسیہ کے آغاز سے ہارون الرشید (م: ۱۹۳ھ) کی خلافت تک کے حالات کو ذکر کیا۔ بنی عبد المطلب کے نسب کے ضمن میں حضرت عباس بن عبد المطلبؓ اور حضرت عمرؓ بن عبد المطلب کے حالات کو تفصیل سے ذکر کیا۔ حضرت حمزہؓ اور حضرت جعفرؓ کے ذکر کرتے ہوئے بعض واقعات و سیرت کا تذکرہ ہے۔ بعد ازاں اولاد کی دیگر افراد کا ذکر کیا گیا ہے۔ بنی عبد المطلبؓ کے بعد بنی مخزوم، بن عبد منافؓ کا ذکر کرتے ہوئے دولت امیہ کی تاریخ اور اس کے مشہور واقعات (داخلی و خارجی جنگوں کے معاملات، اہل السُنہ کا معاملہ وغیرہ) عبد اللہ بن زبیر کا معاملہ کا ذکر کیا۔

اس کے بعد بنی زہرہؓ اور بنو تمیم کا ذکر کیا۔ یہاں پر مؤلف نے حضرت ابو بکرؓ صدیقؓ کے خاندان کا ذکر کیا ہے اور حضرت ابو بکرؓ کی سیرت اور خلافت کے واقعات کو ذکر کیا ہے۔ پھر بنو کعب بن لویؓ کا تذکرہ کیا۔ بنو عدی کے نسب کے ضمن میں حضرت عمرؓ فاروقؓ کی سیرت اور خلافت کے واقعات کو بیان کیا ہے۔ اس طرح مؤلف نے ایک ایک قبیلے میں یکساں قبائل کا ذکر کیا۔ بنو عبد اللہ بن خطفانؓ کے ذکر کے بعد مؤلف نے بنی مازن بن منصورؓ اور بنو سلیم کا ذکر کیا۔ کتاب کا اختتام مؤلف نے بنو ثقیفؓ کے ذکر پر کیا ہے۔ بنو ثقیفؓ کا نسب ذکر کرتے ہوئے امام بلاذری رحمہ اللہ نے حجاج بن یوسف کے تذکرہ کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔

انسابُ الأشراف میں امام بلاذری رحمہ اللہ کا منہج سیرت نگاری:

کسی بھی کتاب کا اسلوب مؤلّفین کو اس فنِ کتابت کے مقاصد میں تحریر کرنے دیتا ہے لیکن ''انساب الاشراف" میں مؤلف نے کوئی تنقیدی مقدمہ تحریر نہیں کیا جس میں کتاب کی وجہ تالیف اور اس کا اسلوب بیان کیا گیا ہو۔ چند متفرّقہ مختصر مقدمہ میں فقط اتنا لکھا ہے کہ انہوں نے نسب میں آنے والے احادیث اور دیگر اسانید کی طرح مرتب وذکر کیا ہے۔

امام بلاذری رحمہ اللہ نے کتاب کا آغاز قال سے کر کے بعد میں احادیث اور روایات کو موضوع آغاز بنایا ہے۔

قَالَ احمد بن يحيى بن جَابِرٍ: اَخْبَرَنِي جَمَاعَةٌ مِنْ اَهْلِ العِلْمِ بِالكتب قالوا[16]

احمد بن یحییٰ بن جابر (البلاذری) نے کہا: مجھے کتابوں کے ماہر اہلِ علم کی ایک جماعت نے خبر دی، انہوں نے کہا..

''انساب الاشراف'' کا اسلوب تاریخ و خاص انساب کی کتب سے ذکر مختلف ہے۔ اس میں مؤلف بلاذری رحمہ اللہ نے خاص تاریخ کی کتابوں کی طرح صرف تاریخی واقعات کو بیان کر دینے پر اکتفاء نہیں کیا۔ خاص انساب کی طرح صرف افراد و آباؤ اجداد کے ناموں پر اکتفاء نہیں کیا بلکہ اس میں مؤلف نے ایک ایسا منفرد و عمدہ اسلوب اختیار کیا ہے جس میں انہوں نے مختلف تاریخی ادوار کو بیان کرتے ہوئے اس دور کے سیاسی، عسکری اور معاشرتی حالات کی منظر کشی کی ہے، چنانچہ اس تاریخ میں دیگر مؤرخین کے برعکس زمانی ترتیب کی

---

[14] اردو دائرہ معارف اسلامیہ، ج ۴ ص ۶۴۷

[15] انساب الاشراف، ص ۴۱

[16] انساب الاشراف، ج ا ص ۱۷

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678

Volume No: 03 Issue No: 01 (2026)

بجائے نسب کو بنیاد بنا کر اس کے ضمن میں تاریخی واقعات کو بیان کیا گیا ہے۔ مثال کے طور پر حضرت ابو بکر صدیقؓ کے قبولِ اسلام کا تذکرہ ساتویں جلد میں کیا گیا ہے، نیز حضرت علی المرتضیٰؓ کا تفصیلی تذکرہ جس کا تعلق براہ راست سیرت سے ہے اسے بھی انساب الاشراف کی تیسری جلد میں بنی ہاشم کے نسب کے ضمن میں ذکر کیا گیا ہے، حضرت عمر فاروقؓ کا سببِ قبولِ اسلام، قبیلہ اسلام میں بنو عدی کے نسب کے ضمن میں کیا گیا ہے۔

روایت سیرت میں محدثانہ اسلوب:

روایات کو پوری سند کے ساتھ ذکر کرنا محدثین کرام کا طریقہ کار ہے۔ امام بلاذری رحمہ اللہ نے أنساب الأشراف میں متن کی طرح اسناد کا بھی اہتمام کیا ہے۔ اس چیز نے کتاب کی اہمیت اور قدر و قیمت میں اضافہ کر دیا ہے۔ اس ضمن میں امام بلاذری رحمہ اللہ نے کفارہند میں سے اُستاد و شیوخ میں عبد اللہ بن مسلم رحمہ اللہ (م:224ھ)، ابو حسن مدائنی رحمہ اللہ (م:225ھ)، یحییٰ بن معین رحمہ اللہ (م:233ھ)، عفان بن مسلم رحمہ اللہ (م:219ھ) وغیرہ کے نام موجود ہیں۔

حدثني أبو الحسن المدائني، عن أبي زيد الأنصاري، عن أبي عمرو بن العلاء، عن مجاهد، عن عبد الله بن عباس، قال: حضرنا في الشعب ثلاث سنين.[17]

ابو الحسن مدائنی نے ابو زید انصاری سے، انہوں نے ابو عمرو بن العلاء سے، انہوں نے مجاہد سے، انہوں نے عبد اللہ بن عباس سے روایت کیا کہ انہوں نے فرمایا: ہم شعب میں تین سال تک محصور رہے۔

أنساب الأشراف میں حدیث کی کتب کی طرح مؤلف کسی ایک خبر کو مختلف روایات کے ساتھ اور پوری سند کے ساتھ ذکر کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر بعثت کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مکہ اور مدینہ میں عرصہ قیام کے بارے میں مؤلف مختلف نئے اسناد کے ساتھ مختلف روایات کے ذریعہ ذکر کرتے ہیں۔ اس ضمن میں مؤلف نے جو روایات ذکر کی ہیں ان میں سے چند ایک کو بطور مثال ذکر کیا جا رہا ہے:

حدثني عبد الله بن محمد بن أبي شيبة ثنا خالد بن مخلد ثنا سليمان بن بلال عن ربيعة عن أنس عن عائشة قالت: بعثت رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو ابن أربعين فاقام بمكة عشر سنين و بالمدينة عشرا و توفى على رأس ستين.[18]

ابی ابن شیبہ نے خبر دی، کہا ہمیں خالد بن مخلد نے خبر دی، کہا ہمیں سلیمان بن بلال نے ربیعہ سے انہوں نے حضرت انس سے خبر دی، انہوں نے حضرت عائشہ سے روایت کیا، کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چالیس سال کی عمر میں مبعوث ہوئے، اور مکہ میں دس سال قیام کیا، اور مدینہ میں دس سال قیام کیا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ساٹھ سال کی عمر میں وفات پائی۔

وحدثني عباس بن هشام، عن أبيه، عن جده، محمد بن السائب الكلبي قال: بعث رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم و هو ابن أربعين سنة فأقام بمكة اثنى عشرة سنة، و أقام باقي عمره بالمدينة، و توفي و هو ابن اثنين و ستين سنة و نصف سنة.[19]

عباس بن ھشام نے اپنے والد، انہوں نے اپنے دادا، انہوں نے سائب سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چالیس سال کی عمر میں مبعوث ہوئے، اور مکہ میں بارہ سال قیام کیا، اور باقی زندگی مدینہ میں قیام کیا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے باسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی۔

امام بلاذری رحمہ اللہ نے اپنا اسلوب پوری کتاب میں کثرت سے برقرار رکھا ہے۔

مجموعی سند کا استعمال:

اکثر مقامات پر امام بلاذری رحمہ اللہ روایات کو الگ سند سے ذکر کرتے ہیں لیکن بعض اوقات مجموعی سند سے بھی ذکر کرتے ہیں اس موقع پر وہ روایت کی ابتداء میں ''قالوا'' لکھتے ہیں۔ چونکہ چونکہ امام بلاذری نے أنساب الأشراف کا مقدمہ تحریر میں نہیں جس بات کا ذکر ہو وہ ''قالوا'' سے کیا مراد ہے، البتہ بغور مطالعہ اور کتاب کے تجزیہ سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ ''قالوا'' سے مؤلف کی مراد بعض اوقات اہل علم کی جماعت میں مخصوص جماعت ہوتی ہے۔ اس کی واضح مثال کتاب کے آغاز میں دی گئی ہے جہاں امام بلاذری رحمہ اللہ ان الفاظ میں ذکر کرتے ہیں:

---

[17] انساب الاشراف، ج ا ص ۱۹۹

[18] ایضا، ج ا، ص ۱۰۴۔۱۰۵

[19] ایضا، ج ا، ص ۱۰۵

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678

Volume No: 03 Issue No: 01 (2026)

قال أحمد بن يحيى بن جابر: أخبرني جماعة من أهل العلم بالكتب قالوا[20]

اور اجتماعی سند سے امام بلاذری رحمہ اللہ کی مراد متعدد راویوں کا مجموعہ ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر:

حدثني بكر بن الهيثم، حدثني بشر بن الوليد الكندي، عن سفيان عن معمر عن الزهري و قتادة والكلبي[21]

جس طرح امام بلاذری رحمہ اللہ کبھی کسی قسم کی سند ذکر کیے بغیر ''قالوا'' کا لفظ ذکر کرتے ہیں تو اس وقت یا تو امام بلاذری رحمہ اللہ کی مراد کمزور راویوں کا مجموعہ ہوتا ہے یا اسناد ذکر کیے بغیر روایت ذکر کر رہے ہوتے ہیں۔ ایسا طور پر وہ اختصار بھی کرتے ہیں اور وہ روایات امام بلاذری رحمہ اللہ کے اساتذہ و شیوخ کے ہاں موجود ہوتی ہیں۔ جن روایات کی ابتداء میں مؤلف ''قال'' لکھتے ہیں وہاں ان کی مراد وہ لکھنے والا ہوتا ہے نیز وہ زیادہ سے زیادہ روایت کا سلسلہ ہوتا ہے۔ امام بلاذری رحمہ اللہ نے عبد اللہ بن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ قریش مکہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کو دعوت اسلام سے روکنے کے لیے ابو لہب کے پاس آئے۔ پوری روایت ذکر کرنے کے بعد امام بلاذری رحمہ اللہ نے دوسری روایت کو سند کے بغیر فقط ''قال'' کہہ کر ذکر کر دیا ہے۔

قیل اور یقال کا استعمال:

عام طور پر محدثین اور سیرت نگاروں کے ہاں یہ اسلوب پایا جاتا ہے کہ جب دو ایک واقعہ سے متعلق مختلف روایات ذکر کرتے ہیں تو ان روایات میں ترجیح کا اہتمام کرتے ہیں۔ اس صورت میں محدثین کے ہاں کمزور اور ضعیف روایات کے لیے قِیل اور یقال کے الفاظ کا استعمال عام ہے۔ محدثین کی طرح امام بلاذری رحمہ اللہ نے بھی روایات سیرت ذکر کرتے وقت ایک ہی واقعہ سے متعلق متعدد روایات ذکر کی ہیں: قِیل اور ترجیح شدہ روایت ذکر کرنے کے بعد امام بلاذری رحمہ اللہ اور یقال وغیرہ سے مزید کم ثقہ اور کمزور روایات کو ذکر کیا ہے۔ مثال کے طور پر زید بن معاویہ بن اسود بن مطّلب کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

هاجر في المرة الثانية. واستشهد يوم حنين، و قال: يوم الطائف[22]

دوسری مرتبہ ہجرت حبشہ کی اور حنین کے روز شہید ہونے کا کہا جاتا ہے اور طائف کے روز شہید ہونے کا کہا ہے۔

بدر کے روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار ملکیت میں ذوالفقار تلوار تھی۔ یہ تلوار کس کی ملکیت تھی؟ اس کے متعلق امام بلاذری رحمہ اللہ نے پہلا قول یہ لکھا ہے کہ یہ عاصم بن عمر کی تھی اور پہلی بات کا ثابت شدہ ہے۔ بعد ازاں امام بلاذری رحمہ اللہ نے مزید دو اقوال لکھے ہیں:

قتل أيضاً للعاص بن منبه، وكان صاحب ذى الفقار، سيف رسول الله صلى الله عليه وسلم. وذالک البت، وبعضهم يقول: إنه كان سيف منبه. و يقال: إنه كان سيف نبيه[23].

عاص بن منبہ بھی قتل کیا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار ذوالفقار کا مالک بھی تھا۔ پہلی بات ثابت شدہ ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ منبہ کی تلوار تھی۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ نبیہ کی تلوار تھی۔

اسی طرح خالد بن قیس بن مالک بن عُجْلان کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

شهد بدرا و قيل: إنه لم يشهد العقبة. والثبت أنه شهدها.[24]

بلاذری رحمہ اللہ نے بدر میں شرکت کی اور یہ بھی کہا ہے کہ انہوں نے بیعت عقبہ میں شرکت نہیں کی اور ثابت شدہ بات یہ ہے کہ انہوں نے بیعت عقبہ میں شرکت کی۔

اعلام کے تفصیلی تراجم:

امام بلاذری رحمہ اللہ نے اپنی کتاب اَنساب الاَشراف میں مختلف اعلام کے تفصیلی تراجم ذکر کیے ہیں، ان میں سے بعض کا تعلق حکمران طبقہ سے ہے۔ بعض کا علماء سے اور بعض کا شعراء واد بار کے طبقہ سے۔ مثال کے طور پر امام بلاذری رحمہ اللہ نے حضرت ابو بکر صدیق کے ترجمہ کے لیے 33 صفحات، حضرت عمر فاروق کے ترجمہ کے لیے 125 صفحات،

---

[20] انساب الاشراف، ج۱، ص۱۷

[21] ایضا، ج۱، ص۱۰۲

[22] ایضا، ج۱، ص۱۷۲

[23] انساب الاشراف، ج۱، ص۱۲۷

[24] ایضا، ج۱، ص۲۰۹

حضرت عثمان کے لیے 90 صفحات، حضرت علیؓ کے ترجمہ کے لیے 208 صفحات، حضرت عباس کے لیے 18 صفحات، فرزدق شاعر کے ترجمہ کے لیے 20 صفحات اور حجاج بن یوسف ثقفی (م: 95ھ) کے ترجمہ کے لیے 41 صفحات وقف کیے ہیں۔

اعلام کے تراجم میں عام طور پر امام بلاذری رحمہ اللہ کا اسلوب یہ ہے کہ آپ ایک اعلان کو بیان کرتے ہیں اس کے بعد وہ واقعات بیان کرتے ہیں جن کا تعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے ساتھ ہوتا ہے۔ امام بلاذری صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فضائل میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کو بھی شامل کیا ہے، اور ان کے اصحاب کرام سے متعلق اعلام کے تراجم میں ان کے فضائل واوقات کو بھی ذکر کیا ہے۔

واقعات سیرت کا تکرار:

أنساب الأشراف چونکہ بلاذری کی خود کردہ ترتیب نہیں ہے اس بناپر اس میں واقعات سیرت کا تکرار پایا جاتا ہے۔ یعنی مؤلف جب کسی ایک موضوع کو شروع کرتے ہیں، روایت ذکر کر دیتے ہیں اور بعد ازاں دوبارہ کسی فرد کے ترجمہ کے ساتھ اس روایت کا تعلق ہو تو وہ دوبارہ ذکر کر دیتے ہیں۔ مثال کے طور پر حضرت علی کی ہجرت کو ذکر کرتے وقت ہجرت کے واقعات کے ترجمہ میں دوبارہ حضرت علی کے ترجمہ میں بھی اسی واقعہ کو ذکر کیا گیا ہے۔ اسی طرح عبد المطلب کے خواب کا تذکرہ کتاب کی ابتداء میں ہے، بعد ازاں عبد المطلب کے ترجمہ میں دوبارہ یہ مضمون عبد المطلب کے خواب کا ذکر کیا گیا ہے۔ دیگر واقعات سیرت، جن کا أنساب الأشراف میں تکرار پایا جاتا ہے ان میں رکانہ بن عبد یزید کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کشتی، کلید کعبہ کی عثمان بن ابی طلحہ کو واپسی، جہیم بن الصلت کا خواب، عقبہ بن ابی معیط کی اسلام دشمنی کے واقعات، اور وغیرہ شامل ہیں۔

واقعات سیرت کی طرف اجمالی اشارہ:

کتاب کی ابتدا ہونے کی وجہ سے أنساب الأشراف میں امام بلاذری رحمہ اللہ کے اسلوب سیرت کی ایک امتیازی خوبی یہ ہے کہ امام بلاذری رحمہ اللہ اکثر و بیشتر ایک دفعہ ذکر کردہ واقعہ کی طرف فقط اشارہ کر دیتے ہیں۔ اس وقت امام بلاذری رحمہ اللہ یوں لکھتے ہیں: قد ذكرنا فيما سبق (ہم نے اس کا ذکر کر دیا ہے)، {كما ذكره فيما سبق} (ہم نے جیسے اس کا ذکر کر دیا ہے) {و قد كنا} {خبره فيما تقدم} (ہم نے جیسے اس کی خبر لکھ دی ہے) وغیرہ۔

مثال کے طور پر بدر کے روز عُتبہ کا قتل کیا گیا۔ چونکہ بدر کے واقعہ میں اس کے بارے میں متعدد اقوال ذکر کر دیے گئے تھے، لہٰذا اب وہ جب بنو عبد شمس کے نسب کے ضمن میں عُتبہ کا ذکر آیا تو امام بلاذری رحمہ اللہ نے لکھا:

> و قتل عتبة عبيدة بن الحارث يوم بدر، و قال إنه شرك في قتل علي بن أبي طالب. و قال قتله حمزه. و قدكتبنا خبره فيما تقدم[25]
>
> عُتبہ کو عُبیدہ بن حارث نے بدر کے روز قتل کیا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس کے قتل میں حضرت علیؓ بھی شریک ہوئے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اسے حضرت حمزہؓ نے قتل کیا

آیات قرآنیہ کا شان نزول:

امام بلاذری رحمہ اللہ کے منبع و مآخذ میں سیرت نگاروں نے قرآنی آیات کی روشنی میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کو بیان کیا ہے۔ قرآن میں سیرت کے اس اسلوب کا فائدہ یہ ہے کہ اس سے قرآنی آیات کا شان نزول سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔ امام بلاذری رحمہ اللہ نے بھی سیرت کے واقعات بیان کرتے ہوئے آیات کے شان نزول کا اہتمام کیا ہے۔ چنانچہ کسی مومن، کافر یا کسی منافق کے بارے میں نازل ہونے والی آیات کو بیان کرنا اہم ہے۔ مثلاً ابو البختری کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

> في أبي البختري نزلت: والذين يتخذون من دونه أولياء ما نعبدهم إلا ليقربونا إلى الله زلفى[26]
>
> ابو البختری کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی؛ اور جن لوگوں نے اللہ کے سوا خدا بنا رکھے ہیں وہ کہتے ہیں ہم ان کی عبادت نہیں کرتے مگر اس لیے کہ وہ ہمیں اللہ کے قریب کر دیں۔

حضرت عمار، ابو لہب، بلال، عامر بن فہیرہ، وغیرہ کے تذکرہ میں بلاذری رحمہ اللہ ان کے بارے میں لکھتے ہیں

ان اس پر اللہ نے ان کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی:

---

[25] أنساب الاشراف ج ۶، ص ۲۲۵

[26] ایضاً، ج ۱، ص ۱۳۶

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678

Volume No: 03 Issue No: 01 (2026)

أليس الله بأعلم بالشاكرين[27]

کیا اللہ شکر کرنے والوں کو زیادہ جاننے والا نہیں۔

بعض مقامات پر امام بلاذری رحمہ اللہ متعدد آیات کو اکٹھا ذکر کر دیتے ہیں۔ مثال کے طور پر نضر بن حارث بن کلدہ کے بارے میں نازل ہونے والی آیات کو اکٹھا ذکر کر دیا گیا ہے۔

وَإِذْ قَالُوا اللَّهُمَّ إِنْ كَانَ هَٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَأَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِنَ السَّمَاءِ أَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ أَلِيمٍ[28]

اور جب انہوں نے کہا: اے اللہ اگر یہ تیری طرف سے حق ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا اور لے آ ہم پر دردناک عذاب۔

وَقَالُوا رَبَّنَا عَجِّلْ لَنَا قِطَّنَا قَبْلَ يَوْمِ الْحِسَابِ[29]

اور کہتے ہیں: اے ہمارے رب جلدی دے دے ہمارے حصہ (عذاب) یوم حساب سے پہلے

سَأَلَ سَائِلٌ بِعَذَابٍ وَاقِعٍ[30]

مطالبہ کیا ہے ایک سائل نے ایسے عذاب کا جو ہو کر رہے گا۔

امام بلاذری رحمہ اللہ نے آیات قرآنیہ کے شان نزول میں مشہور مفسرین کی آراء سے موافقت کی ہے۔ نیز امام بلاذری رحمہ اللہ نے فقط اتناذکر کرنے پر اکتفا کیا ہے کہ کون سی آیت کس فرد کے بارے میں نازل ہوئی۔

سیرت نگاروں کی آراء میں ترجیح:

سیرت کی اہم کتابوں میں واقعات سیرت میں جزئی اختلافات پائے جاتے ہیں اور سیرت نگار عام طور پر ان میں تطبیق و ترجیح کی کوشش کرتے ہیں۔ امام بلاذری رحمہ اللہ بھی أنساب الأشراف میں روایات سیرت کو ذکر کرتے وقت مطلقاً متعدد سیرت نگاروں کی آراء کو نقل کرتے ہیں لیکن کہیں کہیں ایک روایت کو ترجیح قائم کرتے ہیں صحیح اور مرجوع شدہ روایت کی طرف ثابت (ثابت شدہ ہے)، الاول الثبت (پہلی بات یا زیادہ ثابت شدہ ہے)، القول الاثبت (پہلی خبر زیادہ ثابت شدہ ہے)

بلاذری رحمہ اللہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے والد عبداللہ بن عبدالمطلب کی وفات کے بارے میں روایات ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے:

و توفي عبد الله بن عبدالمطلب، أبو رسول الله صلى الله عليه وسلم و هو حمل وذلك الثبت.[31]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد عبداللہ بن عبدالمطلب کی وفات اس وقت ہوئی جب آپ ﷺ رحم مادر میں تھے یہ بات زیادہ ثابت شدہ ہے۔

غزوہ احد میں امام بلاذری رحمہ اللہ نے شماس بن عثمان کا ذکر کیا ہے کہ انہیں ابی بن خلف نے شہید کیا۔ اس کے بعد امام بلاذری رحمہ اللہ نے دوسرا قول لکھا ہے:

وامه عثمان هاجر الى الحبشة في المرة الثانية. و استشهد يوم احد. و قال بعضهم: استشهد يوم بدر. والأول أثبت[32]

ان کا نام عثمان تھا انہوں نے دوسری ہجرت حبشہ میں ہجرت کی۔ یہ (صحابی) غزوۂ اُحد کے دن شہید ہوئے۔ البتہ بعض اہلِ علم نے کہا ہے کہ وہ غزوۂ بدر میں شہید ہوئے، لیکن پہلی روایت (یعنی اُحد میں شہادت) زیادہ ثابت اور راجح ہے۔

امام بلاذری رحمہ اللہ نے ان کے نام، ان کے قتل ہونے، اور ان کے شہید ہونے کی تاریخ وفات اور جگہ کے بارے میں زیادہ تفصیل دی ہے، اور ان کی شہادت کو بدر کے روز کے شہیدوں سے، اور بعض اقوال کے مطابق، احد کی شہیدوں سے زیادہ ثابت شدہ ہے۔

مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنے میں اولین مہاجرین صحابہ کا ذکر کرتے ہوئے امام بلاذری رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ حضرت ابو سلمہ، حضرت مصعب بن عمیر اور ابن ام مکتوم سب سے پہلے مدینہ پہنچے تھے۔ اس کے بعد امام بلاذری رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

---

[27] الانعام، ۵۳

[28] الانفال، ۳۲،۳۱

[29] ص، ۱۶

[30] المعارج، ۱

[31] انساب الاشراف ج ۱، ص ۱۴۶

[32] انساب الاشراف، ج ۱، س ۱۷۷

و سمعت من يذكر ان ابا سلمة قبل ابن أم مكتوم، و الخبر الأول أثبت[33]

اور میں نے سنا جس نے ذکر کیا کہ ابو سلمہ نے ابن مکتوم سے پہلے ہجرت کی اور پہلی خبر زیادہ ثابت شدہ ہے

امام بلاذری رحمہ اللہ نے یہاں مختلف روایات میں ترجیح قائم کرتے ہیں۔

تحقیق روایات کا اہتمام:

امام بلاذری رحمہ اللہ جہاں مختلف روایات میں ترجیح قائم کرتے ہیں، علاوہ ازیں اگر کوئی روایت ان کی رائے کے مطابق درست نہیں ہوتی تو وہاں واضح الفاظ میں لکھتے ہیں: ھذا غلط (یہ غلط ہے) ولیس ھذا بثبت (یہ ثابت شدہ نہیں ہے)، ولیس ذالک بثبت (یہ ثابت شدہ نہیں ہے)۔ ایسی صورت میں اکثر اوقات امام بلاذری رحمہ اللہ درست روایت بھی ذکر کرتے ہیں۔

مثال کے طور پر غزوہ بدر کے شہداء کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

و قوم يقولون إن أنس مولى النبي صلى الله عليه وسلم قتل يوم بدر و ليس ذالک بثبت والمجع عليه انه شهد يوم احد، و بقي بعد ذلک ومات فی خلافة أبی بكر[34]

بعض لوگ کہتے ہیں کہ انسہ مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدر کے روز شہید ہوئے اور یہ بات ثابت نہیں ہے۔ اور متفق علیہ بات یہ ہے کہ انہوں نے احد میں شرکت کی اور احد کے بعد زندہ رہے اور حضرت ابو بکر کی خلافت میں وفات پائی۔

امام بلاذری رحمہ اللہ نے مہاجرین حبشہ کے اسماء میں وہب بن أبی سرح کے بارے میں ہیثم بن عدی کا قول ذکر کیا ہے کہ وہب بن ابی سرح مہاجرین حبشہ میں شامل تھے۔ امام بلاذری رحمہ اللہ یوں لکھتے ہیں:

واما وهب بن ابی سرح اخوه ، فان الهيثم بن عدی ذكر انه من مهاجرة الحبشة وليس ذلک بثبت [35]

وہب بن ابی سرح کو ہیثم بن عدی نے مہاجرین حبشہ میں ذکر کیا ہے اور یہ ثابت شدہ نہیں ہے

ماہرین فن کی آراء سے استفادہ

أنساب الأشراف میں امام بلاذری رحمہ اللہ کے منہج کی ایک انفرادی خصوصیت یہ ہے کہ انہوں نے فن کی روایت میں فن کے ماہرین سے لی ہے۔ أنساب کی روایات میں امام بلاذری رحمہ اللہ نے اسناد کو اہمیت دی ہے اور ہر روایت کو صحیح سند سے نقل کیا ہے۔

انساب کی روایات امام بلاذری علماء انساب مصعب الزبیری رحمہ اللہ (م: 236ھ)، زبیر بن بکار رحمہ اللہ (م: 256ھ) اور عباس بن ہشام رحمہ اللہ سے لیتے ہیں نیز ہشام ابن الکلبی رحمہ اللہ اور واقدی رحمہ اللہ کے اقوال درج کرتے ہیں۔ مثلا

حدثني عباس بن ہشام، عن أبي صالح، عن ابن عباس قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا بلغ في النسب إلى أدد، قال: كذب النسابون، كذب النسابون.[36]

عباس بن ہشام نے عبد اللہ بن عباس سے روایت کیا ہے انہوں نے کہا جب رسول اللہ ﷺ اود تک پہنچے تو فرماتے نسب نگاروں نے جھوٹ کہا، نسب نگاروں نے جھوٹ کہا

نصوص و روایات کا استعمال

اس ضمن میں امام بلاذری رحمہ اللہ نے ان آیات اور احادیث کو بھی شامل کیا ہے، جنہیں انہوں نے دیگر کتب سے نقل کیا ہے۔ امام بلاذری رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ، حضرت ابوہریرہ، حضرت ابن عمر، حضرت انس اور حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہم کے اقوال کو بھی نقل کیا ہے۔

امام بلاذری رحمہ اللہ نے اپنی کتاب میں بعض ائمہ کی آراء کو بھی درج کیا ہے، مثلاً: سورۃ فاتحہ کا شان نزول بیان کرتے ہوئے امام بلاذری رحمہ اللہ نے بکر بن ہیثم، عمرو بن محمد

[33] انساب الاشراف، ج ا، س ۲۱۸

[34] ایضا، ج ا، ص ۲۵۱

[35] ایضا، ج ا، ص ۱۹۳

[36] انساب الاشراف، ج ا، س ۲۵

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678

Volume No: 03 Issue No: 01 (2026)

الناقدرحمہ اللہ اور ابو بکر بن ابی شیبہ رحمہ اللہ کی سند سے مجاہد رحمہ اللہ سے تین روایات نقل کی ہیں چنانچہ لکھتے ہیں:

حدثنی بکر بن الہثیم، ثنا محمد بن یوسف الفریابی، ثنا سفیان، عن منصور،عن مجاهد قال: أنزلت فاتحة الكتاب بالمدينة[37]

مجھ سے بکر بن ہیثم نے بیان کیا، انہوں نے کہا: ہم سے محمد بن یوسف الفریابی نے بیان کیا، انہوں نے کہا: ہم سے سفیان نے، انہوں نے منصور سے، انہوں نے مجاہد سے روایت کیا کہ انہوں نے فرمایا: سورۂ فاتحہ مدینہ میں نازل ہوئی۔

امام بلاذری رحمہ اللہ نے غزوات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادہ تفصیل سے بیان کیا ہے، لیکن بعض غزوات کاذکر بغیر سند کے کیا ہے، اور بعض میں صرف سرسری طور پر تفصیل دی ہے، اور صرف مختصر معلومات دی ہے۔

أنساب الأشراف اپنی ضخامت اور مختلف موضوعات کے تنوع کی وجہ سے زیادہ اہم سمجھی جاتی ہے۔ اس کتاب کی وجہ سے امام بلاذری رحمہ اللہ کے نسب اور سوانح کی بہت زیادہ معلومات ملی ہے۔ یہ کتاب اسلام کے آغاز، سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور عربوں کی تاریخ کے بارے میں بہت اہم معلومات فراہم کرتی ہے۔ أنساب الأشراف کی بنیادی حیثیت ایک حوالہ جات کا مجموعہ ہے، جس کی وجہ سے یہ کتاب بہت زیادہ اہمیت رکھتی ہے۔

فتوح البلدان میں علامہ بلاذری کا اسلوب

بلاذری کا علم گہرا اور دائرہ معلومات وسیع ہے۔ وسعت مطالعہ کے ساتھ ساتھ ان کا اسلوب تحقیق ناقدانہ اور محققانہ، روایتوں کی جانچ پڑتال اور تحقیق میں درایت کو خاص اہمیت دینے اور قرآنی آیات کا بر محل اور خوبصورت استعمال ان کی تحریروں میں نظر آتا ہے۔ متعدد روایتوں کے آخر میں ''الاول اصح والثبت'' (پہلا قول زیادہ صحیح اور ثابت ہے)'' ذلك الثبت''(یہی ثابت ہے)''الأول قول الكلبي وهو اثبت ''(پہلا کلبی کا قول ہے اور یہی زیادہ صحیح ہے)''من قال غير هذا فقد غلط''(جس نے اس کے علاوہ کہا اس نے غلطی کی) وغیرہ جیسے الفاظ[38] کا استعمال ان کی اسی ناقدانہ صلاحیت کی جانب اشارہ کرتا ہے۔ ان سے صحیح قول کے اختیار اور ترجیح، غیر اہم سے پرہیز اور پھر اپنی رائے کے اظہار کا بلاذری اسلوب معلوم ہوتا ہے۔

جہاں تک بلاذری کی اس مستند کتاب کے مآخذ و مصادر کی بات ہے تو اس سلسلے میں بلاذری سے کوئی ایسی چیز منسوب نہیں ہے جن سے ان کے مآخذ کی نشاندہی ہو سکے۔ اس کی وجہ غالبا یہ ہے کہ بلاذری کے عہد اور اس سے بہت بعد تک کتابوں میں مقدموں کے لکھنے کا رواج نہیں تھا جس میں ان امور کی نشان دہی ہوتی ہے۔ طبقات ابن سعد، اخبار ابی نواس، ابی ہفان، کتاب الاخبار الطوال، دینوری، کتاب الورقہ ابن الجراح، کتاب المعانی الکبیر، ابن قتیبہ وغیرہ بھی اس قسم کی مثالوں سے خالی ہیں۔ کتب احادیث میں بخاری، مسند احمد، سنن دارمی سنن ابن ماجہ سنن ابی داؤد سب کی سب مقدمات سے خالی ہیں۔ صحیح مسلم میں البتہ عمدہ مقدمہ ہے جس میں مقصد تصنیف اور اصول و ضوابط سے متعلق بعض اہم باتوں کی نشان دہی کی گئی ہے۔

خلاصۃ البحث

1 -امام احمد بن یحیی بلاذری رحمہ اللہ تیسری صدی ہجری کے عظیم مؤرخ، محقق اور ماہر انساب تھے۔

2 - امام بلاذری رحمہ اللہ نے بغداد، کوفہ، بصرہ، دمشق، واسط، حمص، انطاکیہ میں سو سے زائد اساتذہ و شیوخ سے اکتساب فیض کیا۔

3 -امام بلاذری رحمہ اللہ کی وجہ شہرت کتاب انساب الاشراف اور فتوح البلدان ہیں جو علمی دنیا میں خاص اہمیت کی حامل کتب ہیں۔

4 -انساب الاشراف میں نسب اور تاریخ کو بنیاد بنا کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارکہ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے حالات و تراجم کو تفصیل سے ذکر کیا گیا ہے۔

5 -انساب الاشراف میں امام بلاذری نے اخذ روایات سیرت میں محدثانہ اسلوب اختیار کیا ہے اور روایات سیرت نقل کرتے وقت اسناد کے ذکر کا اہتمام کیا ہے۔ نیز روایات کی تحقیق، ترجیح اور تصحیح کا اہتمام بھی کیا ہے۔

[37] ایضا، ج۱ ص۹۹

[38] فتوح البلدان ص۱۰۳

۔اخذ روایات سیرت میں امام بلاذری کے ہاں محمد بن سعد صاحب طبقات کبری کو مرکزی ماخذ کی حیثیت حاصل ہے۔

7 -امام بلاذری رحمہ اللہ نے انساب الاشراف" میں محدثین کی طرز پر بعض مقامات پر واقعات سیرت کو مکرر ذکر کیا ہے اور بعض مقامات پر پہلے سے ذکر کردہ واقعہ کی طرف اشارہ کیا ہے۔

8۔واقعات سیرت کے تکرار کی وجہ یہ ہے کہ امام بلاذری رحمہ اللہ ایک دفعہ سیرت کی زمانی ترتیب میں ایک واقعہ ذکر کر دیتے ہیں بعد ازاں قبائل کے نسب کے ضمن میں دوبارہ جب اس واقعہ کا ذکر آتا ہے تو دوبارہ بعینہ تمام واقعہ نقل کرتے ہیں۔

9۔امام بلاذری رحمہ اللہ کے منہج سیرت کی انفرادیت یہ ہے کہ وہ ہر فن کی روایات اس فن کے ماہرین سے لیتے ہیں۔ مثلا مغازی کی روایات واقدی اور ابن سعد سے اور نسب کی روایات ابن ہشام کلبی سے ذکر کرتے ہیں۔

10 -مختلف آیات قرآنیہ کا شان نزول بیان کرتے ہیں لیکن اس ضمن میں زیادہ وضاحت نہیں کرتے۔

11 - امام بلاذری رحمہ اللہ کے ماخذ و مصادر میں محدثین، مورخین لغویین اور ماہرین انساب کی وہ جماعت شامل ہے جس کی ثقاہت و صداقت مسلمہ ہے۔

12-"انساب الاشراف" کو سیرت میں اہم ماخذ کی حیثیت حاصل ہے۔

مصادر و مراجع

۱۔ادب المفرد،امام بخاری،نضارۃ المعارف، قاہرہ،۱۳۰۹ھ

۲-اردو دائرہ معارف اسلامیہ،دانش گاہ پنجاب،لاہور،۱۹۶۹ء

۳۔اردو نثر میں سیرت رسول،ڈاکٹر انور محمود،حمایت اسلام پریس،لاہور ۱۹۶۹ء

۴۔اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ،ابوالحسن علی بن عبدالکریم معروف بہ ابن اثیر،مطبعہ دھبیہ قاہرہ ۱۲۸۰ھ/۱۸۶۳ء

۵۔الاصابہ فی تمییز الصحابہ،حافظ ابن حجر عسقلانی،مطبعۃ السعادۃ، قاھرہ ۱۹۱۰ء

۶۔الاعلام، خیر الدین زرکلی،مطبعہ عربیہ، قاہرہ ۱۹۲۷ء

۷۔البدایہ والنہایہ،ابوالفداء اسمعیل بن عمر القرشی معروف بہ ابن کثیر،دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۹۸۸ء

۸۔الجوھر التقی في الرد علی البیہقی،علاء الدین علی بن عثمان بن ابراہیم المارديني (ابن ترکمان)،دائرۃ المعارف النظامیہ،حیدر آباد،۱۳۱۶ھ۔

۹۔اللالی المصنوعۃ في الاحادیث الموضوعہ،امام سیوطی،مطبعہ ادبیہ، قاہرہ ۱۸۹۸ء

۱۰-المستدرک علی الصحیحین محمد بن عبداللہ معروف بابن حاکم تحقیق عبدالقادر عطاء دار الکتب العلمیہ،بیروت،۲۰۰۷ء۔

۱۱۔انساب الاشراف تحقیق ڈاکٹر محمد حمید اللہ،دار المعارف، قاہرہ ۱۹۵۵ء

۱۲۔تاریخ علوم اسلامیہ، فؤاد محمد سنگین (اردو ترجمہ) شیخ نذیر حسین،ایچ۔وائی پرنٹرز،لاہور۔۱۹۹۶ء

۱۳-تاریخ طبری محمد بن جریر طبری، بریل (لیڈن)-۱۸۸۱ء-۱۸۸۲ء

۱۴-تاریخ یعقوبی،احمد بن ابی یعقوب، معروف بہ یعقوبی، مطبوعہ بریل،لائیڈن،۱۸۸۳ء

۱۵۔جامع ترمذی شرح تحفۃ الاحوذی،عبدالرحمن مبارکپوری،ناشر مکتبہ الفہیم مئوناتھ بھنجن،یوپی،بدون تاریخ

۱۶- تخریج مشکوۃ المصابیح، محقق ناصر الدین البانی،المکتب الاسلامی،بیروت طبع ثالث۔

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678

Volume No: 03 Issue No: 01 (2026)

۱۷۔ ترمذی (جامع ترمذی)، محمد بن عیسی ترمذی، مطبوعہ دیوبند، بدون تاریخ۔

Sources and References

1. Adab al-Mufrad, Imam Bukhari, Nadharat al-Ma'arif, Cairo, 1309 AH

2. Urdu Encyclopedia of Islam, University of Punjab, Lahore, 1969 AD

3. The Life of the Prophet in Urdu Prose, Dr. Anwar Mahmood, Himayat-e-Islam Press, Lahore, 1969 AD

4. Asad al-Ghabah fi Ma'rifat al-Sahabah, Abu al-Hasan Ali ibn Abdul Karim, known as Ibn Athir, Maktabah Dahbiyyah, Cairo, 1280 AH / 1863 AD

5. Al-Isabah fi Tamyiz al-Sahabah, Hafiz Ibn Hajar al-Asqalani, Maktabah al-Saadah, Cairo, 1910 AD

6. Al-A'lam, Khairuddin Zarkali, Maktabah Arabiya, Cairo, 1927 AD

7. Al-Bidayah wa al-Nihayah, Abu al-Fida Ismail ibn Umar al-Qurashi, known as Ibn Kathir, Dar Ihya al-Turath al-Arabi, Beirut, 1988 AD

8. Al-Jawhar al-Taqi fi al-Radd ala al-Bayhaqi, Ala al-Din Ali ibn Uthman ibn Ibrahim al-Mardini (Ibn Turkman), Daerah al-Ma'arif al-Nizamiya, Hyderabad, 1316 AH

9. Al-Lali al-Masnu'ah fi al-Ahadith al-Mawdoo'ah, Imam Suyuti, Maktabah Adabiya, Cairo, 1898

10. Al-Mustadrak ala al-Hakim, Muhammad ibn Abdullah, known as Ibn Hakim, edited by Abdul Qadir Atta, Dar al-Kutub al-Ilmiyya, Beirut, 2007 AD

11. Ansab al-Ashraf, edited by Dr. Muhammad Hamidullah, Dar al-Ma'arif, Cairo, 1955 AD

12. History of Islamic Sciences, Fouad Muhammad Sangeen (Urdu Translation) Sheikh Nazir Hussain, H.Y. Printers, Lahore, 1996. AD

13. History of Tabari, Muhammad ibn Jarir Tabari, Brill (Leiden), 1881-1882.AD

14. History of Yaqubi, Ahmad ibn Abi Yaqub, known as Yaqubi, published by Brill, Leiden, 1883. AD

15. Jami' Tirmidhi with Sharh Tuhfat al-Ahwazi, Abdul Rahman Mubarkpuri, published by Maktaba al-Fahim, Maunath Bhanjan, UP,

16. Takhrij Mishkat al-Masabih, researcher Nasir al-Din al-Albani, Al-Maktab al-Islami, Beirut, third edition.

17. Tirmidhi (Jami' Tirmidhi), Muhammad ibn Isa Tirmidhi, published in Deoband,